REGD. NO. L. 5254

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

نخلہ ۲۷ جولائی بوقت ۱/۲-۱۰ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت عام طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور کام والی لمبی زندگی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ یکم اگست کو کھل رہا ہے

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ موسمی تعطیلات کے بعد یکم اگست بروز منگل صبح سات بجے کھل رہا ہے۔ سکول کھلتے ہی امتحان شروع ہو جائے گا۔ طلباء مطلع رہیں۔ اور بروقت سکول حاضر ہو جائیں۔

ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

خدمت گزاری کا وقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔ پس چاہیئے کہ خدا پر توکل کر کے پورے اخلاص جوش اور محبت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس کی راہ میں خرچ کریں۔ تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہ ہوگا"

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد پر وقف جدید کی تحریک پر شامل ہو کر خدمت دین کے لئے چندہ بھجوائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ (ناظم مال وقف جدید)

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس مورخہ ۳۰-۷-۶۱ بروز اتوار بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں ہوگا۔ تمام خدام کی شمولیت ضروری ہے۔

(مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے

وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تضرّع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اُس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذّت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے۔ بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مُرغی ٹھونگیں مارتی ہے۔ ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دُعا شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گزار دیتے ہیں اور حضور الٰہی سے نکل کر دُعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دُعا مانگو، نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

فاتحہ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ یہ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھول کر سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے۔ اس لئے سورۂ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہیئے اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ وہ ایک سائل کامل اور محتاج مطلق کی صورت بناوے اور جیسے ایک فقیر اور سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے اسی طرح سے چاہیئے کہ پوری تضرع اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض حال کرے۔

پس جب تک نماز میں تضرّع سے کام نہ لے اور دُعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے نماز میں لذّت کہاں۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۱۴۵)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار النصر غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۶۱ء

اسلامی ممالک کی ثقافت

آج کل ایک دوسرے ملک سے تعلقات کے ضمن میں جہاں تجارت وغیرہ پر زور دیا جاتا ہے وہیں ثقافت کے تبادلہ کو بھی تعلقات بڑھانے کا ایک بڑا خوشگوار ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور آئے دن ہم یہ سنتے رہتے ہیں کہ فلاں ملک کا ثقافتی وفد فلاں ملک میں آیا ہے۔ خود پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک سے بھی ثقافتی وفد نہ صرف اسلامی ممالک میں گھومتے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ یورپین ممالک میں بھی انکی آمد و رفت جاری ہے۔ چنانچہ قاہرہ میں امریکہ اور کینیڈا کی اسلامی انجمنوں کی فیڈریشن کا ایک اجلاس آج کل ہو رہا ہے اس میں فیڈریشن کے صدر جیمز خلیل نے جو ڈیٹرائٹ (مشیگن) کے رہنے والے ہیں امریکہ اور مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کے درمیان تجارتی اور ثقافتی تعلقات کو مستحکم کرنے پر زور دیا۔

ہم کچھ کہہ نہیں سکتے کہ جیمز خلیل کا ثقافتی تعلقات سے کیا مطلب ہے تاہم جہاں تک ثقافتی وفدوں کے متعلق ہمیں علم ہے ثقافت کا مطلب کسی ملک کا آرٹ مثلاً نقاشی۔ تعمیر۔ موسیقی اور رقص وغیرہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ چیزیں مشرقی اور اسلامی ممالک میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں ضرور موجود ہیں لیکن زمانہ موجودہ کی مغربی تہذیب میں ان چیزوں نے جو صورت اختیار کر رکھی ہے وہ قریب قریب عیاشی کی حد تک پہنچ چکی ہوئی ہے۔ ایران۔ روس اور جاپان وغیرہ کے جو ثقافتی وفد ماضی قریب میں پاکستان میں وارد ہوئے ہیں ان میں خاص کر فن رقص ہی کی نمائش ہوتی رہی ہے۔ اور خاص کر عورتیں ہی ان میں مرکزی حیثیت رکھتی رہی ہیں۔

اسی طرح پاکستان سے جو ثقافتی وفد دوسرے ممالک یورپ اور امریکہ میں جاتے ہیں ان میں بھی اسی قسم کے فنکار ہی شامل ہوتے ہیں۔ اس سے یہ باور کرنا مشکل نہیں ہے کہ آج کل ثقافت کے معنی رقص و غنا کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض دفعہ نقاشی اور دوسرے فنون لطیفہ کی نمائشیں بھی ہوتی ہیں اور پاکستانی مصور برطانیہ اور امریکہ تک میں جا کر اپنی مصوری کے نمونے پیش کر رہے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جو ثقافتی وفد خاص کر حکومتوں کی زیر نگرانی ایک دوسرے ملک میں جاتے ہیں وہ اکثر رقاصوں اور مغنیوں پر ہی مشتمل ہوتے ہیں اور ان میں اکثر عورتیں ہی حصہ لیتی ہیں۔

خود پاکستان میں بھی پاکستانی ثقافت کے معنی آج کل یہی سمجھے جاتے ہیں کہ ناچ گانے کی محفلیں آراستہ کی جائیں آئے دن اخبارات میں ایسی محفلوں کے خلاف احتجاج کی آواز بلند کی جاتی ہے یہ آواز کوئی استثنائی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی تمام صحافت اس قسم کی محفلوں کے خلاف ہے اور یہ فی الواقعہ پاکستان کے عوام کی آواز ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم موقر معاصر نوائے وقت کا ایک حالیہ ادارتی نوٹ بجنسہٖ نقل کرتے ہیں:۔

"پندرہ سولہ اصحاب کے دستخطوں سے ہمیں ایک مراسلہ موصول ہوا ہے جس میں یہ شکایت کی گئی ہے کہ بعض لوگ ثقافت کے نام پر مری میں ایک جشن برپا کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اس مراسلہ میں بعض خدشات کا ذکر کیا گیا ہے اور کئی الزامات عاید کئے گئے ہیں۔

ہم نام نہاد ......"ثقافت" کے موضوع پر اتنا کچھ لکھ چکے ہیں کہ اب اس کا اعادہ غیر ضروری ہے۔ شاید بعض لوگ ثقافت کا نام بدنام کرنے اور اس لفظ کو عوام کی نظروں سے گرانے کے لئے ثقافت کے نام پر ایسے ڈھونگ رچاتے ہیں عیش و طرب کی ہر محفل پر ثقافت کا لیبل نہیں چسپاں کیا جا سکتا۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ جہاں بعض افراد دیدہ دانستہ یہ ڈھونگ رچاتے ہیں کہ ان کے سامنے بعض مخصوص و مذموم مقاصد ہیں وہاں بعض افراد محض ذہنی عیاشی کی خاطر ایسی محفلوں کی سرپرستی فرماتے یا ان میں چلے جاتے ہیں کہ اس بہانے چشم و گوش کی ضیافت مفت میں ہو جاتی ہے مگر یہ اصحاب اس پر غور نہیں کرتے کہ ان کے اس طرز عمل سے قومی اقتدار کو کتنا نقصان پہنچ رہا ہے؟"

اس نوٹ سے واضح ہوتا ہے کہ جس چیز کو عام طور پر ثقافت کا نام دیا جاتا ہے وہ پاکستانی ذہنیت کے سخت منافی ہے اور نہ صرف یہاں کا سنجیدہ طبقہ اس قسم کی ثقافتی سرگرمیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے بلکہ عوام بھی اس سے سخت بیزار ہیں۔

یہ درست ہے کہ فنون لطیفہ کی سینس ہر فرد بشر میں ہوتی ہے اور مہذب سوسائٹی کسی نہ کسی رنگ میں اس سینس کا اظہار ضرور کرتی ہے خود اسلامی سوسائٹی میں بھی اس کا اظہار کیا جاتا ہے مگر وہ ایسے رنگ میں ہوتا ہے جو اسلامی نقطۂ نظر سے بعید نہیں ہوتا۔ مثلاً اسلام میں شروع ہی سے جانداروں کی تصویر کشی ممنوع سمجھی جاتی رہی ہے اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ اسلامی فنکاروں نے فن تعمیر اور نقاشی میں ایک نہایت پاکیزہ اور منفرد حیثیت حاصل کی اور ایسی مصوری کی بنیاد رکھی کہ جس میں جانداروں کی تصاویر کو منفی کر دیا گیا۔ اس آرٹ نے مسلمانوں میں یہاں تک ترقی کی ہے کہ وہ واقعی ایک "حسن" کا نمونہ بن گئی ہے اور اکثر یورپین ماہرین فنکاروں نے اس اسلوب کو بہت سراہا ہے۔

خود پاکستان میں ایسی نقاشی کے بیش بہا نمونے موجود ہیں اس نقاشہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی سوسائٹی میں ایک تقدس اور پاکیزگی کی روح پیدا ہو گئی اور مصوری وہ مادر پدر آزادی اختیار نہ کر سکی جو اس نے غیر مسلم خاصکر مغربی اقوام میں اختیار کی ہے۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں عملی بت پرستی کبھی راہ نہیں پا سکی اس کے خلاف مسیحیت میں اور دیگر مقدس مذاہب جیسے کہ ہندومت۔ بدھ ازم وغیرہ میں اس احتیاط کو پیش نظر نہ رکھنے کی وجہ سے سنگ سازی نے بت تراشی اور بت پرستی کی مشرکانہ صورت اختیار کر لی اور عوام کی گمراہی کا باعث ہوئی جہاں تک ثقافت میں مصوری کا تعلق ہے اسلامی ثقافت یہی ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ صرف آرٹ کو اسی حد تک زندگی میں داخل کیا جائے جس حد تک آرٹ فحاشی یا شرک کے حدود سے الگ رہ سکے۔ جہاں اس کا قدم لڑکھڑایا اسلام نے اس پر قدغن لگایا اس طرح اسلامی سوسائٹی کی پاکیزگی قائم ہوتی ہے۔

رقص اور غنا کو اسلام نے اسی لئے ممنوع قرار دیا ہے کہ ان فنون کی سرحدیں بہت نازک ہوتی ہیں اور انسان فوراً فحاشی اور ذہنی پراگندگی کے کیچڑ میں لت پت ہو جاتا ہے اس لئے رقص اور غنا کسی صورت میں بھی اسلامی ثقافت کا جزو نہیں سمجھا جا سکتے۔

جہاں تک رقص و غنا اور فیشن کا تعلق ہے اسلام کے نزدیک یہ چیزیں ممنوع ہیں اور کسی مسلمان کو ان میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ اور کسی اسلامی حکومت کو ان چیزوں کے فروغ کے لئے عوامی روپیہ صرف نہیں کرنا چاہیئے۔ معصوم تفریح سے اسلام منع نہیں کرتا اور دنیا میں ہزاروں چیزیں ہیں جو معصوم تفریح مہیا کر سکتی ہے۔ جہاں تک خوش گلوئی کا تعلق ہے اسلام اسکے اظہار سے بھی منع نہیں کرتا۔ قرآن خوش الحانی سے پڑھنا پسندیدہ ہے لیکن اس کو کسی راگ میں ڈھال کر قوالوں کی طرح سُریں نکالنے کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر آرٹ ثقافت کا واقعی ایک اہم حصہ ہے تو مسلمانوں کو آرٹ کی مختلف صورتوں میں ایسی ایجادیں کرنی چاہئیں جس طرح مصوری میں انہوں نے ایجاد کی جو شرک اور فحاشی سے مبرّا رہا اور پھر بھی ماہرین آرٹسٹ اس کے رطب اللسان ہیں اور اسلامی ممالک کے ثقافتی وفد جو دوسرے ممالک میں جائیں وہ ایسی فنکاری کا اظہار کریں۔ جو اسلامی حدود کے اندر ہو۔ اسلامی ممالک کی ثقافت کو خاص امتیازی شان حاصل ہونی چاہیئے۔

ایک وقت تھا کہ تمام دنیا اسلامی ثقافت سے متاثر ہوتی تھی۔ آج ہم مغربی ثقافت کو اپنا کر چاہتے ہیں کہ اس کو دنیا اسلامی ممالک کی ثقافت سمجھ کر اپنی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ عطا کرے۔ یقیناً یہ سخت فریب ہے جو کھایا جا رہا ہے اس سے نہ تو اسلامی ممالک کی ثقافت کو چار چاند لگ رہے ہیں اور نہ اسلامی ممالک کا وقار غیروں کے دلوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ اسلام کا تو خدا ہی حافظ ہے +

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

جب کوئی بندہ خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا اس کیلئے آسمان سے مدد بھیجتا ہے

بے شک مادی تدابیر بھی ضروری ہیں مگر ان پر بھروسہ کرنا مومن کا شیوہ نہیں

فرمودہ ۲۰ اپریل ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زودنویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ؛

فرمایا:-

انسانی فطرت

اس قسم کی ہے کہ انسان ہر بات میں افراط و تفریط سے کام لینا پسند کرتا ہے۔ اور ہر معاملہ میں ایک آخری حد کی طرف مائل ہو جاتا ہے کبھی تو وہ اتنی پستی کی طرف جاتا ہے کہ روحانیات کے عالم کو بالکل ہی نظر انداز کر دیتا ہے۔ اور کبھی وہ روحانیات میں اتنا کھو جاتا ہے کہ مادیات کے عالم کو بالکل بھول جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا سلسلہ اس طرح پیدا فرمایا ہے کہ اس میں یہ دونوں قوانین بیک وقت قابل عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مادی قانون بھی جاری فرمایا اور روحانی قانون بھی جاری فرمایا۔ اور ان دونوں قوانین کو ایک دوسرے کے ساتھ

ایسا لازم و ملزوم کر دیا ہے

کہ اگر انسان ایک پر عمل کرے اور دوسرے کو نظر انداز کر دے۔ تو وہ کبھی ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔ مثلاً جو شخص مادی عالم کے ہی پیچھے پڑ جائے۔ اور روحانیت کو نظر انداز کر دے۔ وہ بالآخر ناکام رہے گا۔ بے شک بعض دفعہ ایک ایسا شخص جو صرف مادیات میں کھو جاتا ہے۔ بظاہر ترقی کرتا بھی نظر آتا ہے۔ مثلاً جن لوگوں نے

سائنس، تجارت اور صنعت و حرفت

کی طرف اپنی تمام تر توجہ مبذول کر دی ہے۔ بظاہر وہ ترقی کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کی تجارتیں اعلیٰ ہیں۔ ان کے بنک مضبوط ہیں۔ ان کے کاروبار وسیع پیمانے پر چل رہے ہیں ان کے کارخانے نہایت اہم اور مکمل ہیں بلکہ ہم اسلام کی ترقیات کے زمانہ کے کارخانوں کو بھی ان کے کارخانوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اپنے زمانہ میں بے شک انہوں نے بھی ترقی کی۔ لیکن اس زمانہ کی ترقیات اور کمالات اس زمانہ کی ترقیات کے مقابلہ میں ہیچ نظر آتے ہیں۔ اور تنوع میں ان کے برابر نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے

کہ مسلمان بے شک مادیات کو استعمال میں لاتے تھے۔ لیکن ان کا مطمح نظر روحانیات تھا۔ اور موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ قومیں صرف مادیات کی دلدادہ ہیں۔ اور روحانیات سے کلی طور پر بے بہرہ ہیں۔ اگر مادی ترقیات کو ہی اصل چیز گردانا جائے تو ہمیں اس کے ماننے میں کوئی حجاب نہیں کہ مسلمانوں نے ایسی ترقی نہیں کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں کو غیر کے پیمانہ سے نہیں ناپا جاتا۔ بلکہ ہم ان چیزوں کو اپنے پیمانہ سے ناپیں گے۔ مثلاً اگر کوئی مادہ پرست ہم سے یہ کہے کہ دیکھو فلاں شخص شراب پی کر جس

عالم مستی اور خود فراموشی

میں رہتا ہے تمہارا نمازی نماز پڑھ کر اس عالم مستی اور خود فراموشی میں نہیں رہتا۔ تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بے شک ایسا ہی ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ ہم نے اس مقابلہ میں

شکست تسلیم کرلی ہے

ہم اس کو یہ جواب دیں گے۔ کہ تمہارا پیمانہ اور ہے اور ہمارا اور۔ مثلاً اگر کوئی شخص دو سیر کے پیمانے کو کہے کہ یہ من ہے اور دس دفعہ اس کو تول کر کہہ دے کہ یہ دس من ہو گئے۔ تو بے شک اس کے مزعومہ پیمانے کے مطابق یا اس کے نقطۂ نگاہ کے مطابق اس کا ایسا کہنا ٹھیک ہوگا لیکن ہمارے نقطۂ نگاہ سے وہ وزن بیس سیر ہوگا۔ جیسے عربی زبان میں من کا لفظ دو سیر کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور عربی کے من کا اردو ترجمہ سیر ہے۔

دنیا میں ہمیشہ ایسا ہوتا ہے

کہ جو پیمانے کسی کے تسلیم شدہ ہوتے ہیں۔ ان کو انہی کے نقطۂ نگاہ سے ناپا جاتا ہے اور ہر قوم نے اپنے لئے الگ الگ معیار مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ہم نے ترقی اور چیز کا نام رکھا ہوا ہے۔ اور انہوں نے اور کا۔ انہوں نے تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ جب انسان اپنی تمام تر توجہ روحانیات سے ہٹا کر مادیات پر صرف کرے تو اس کا نام ترقی ہوگا۔ وہ اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ خدا کا الہام بھی بندہ پر نازل ہوتا ہے۔ یا خدا اپنے بندے کے دل پر القاء کرتا ہے یا معجزہ بھی کوئی حقیقت رکھتا ہے۔ یا رؤیا صادقہ کا بھی کوئی وجود ہے وہ کہتے ہیں یہ سب اوہام ہیں اور غلط باتیں ہیں۔ ان کے نقطۂ نگاہ کے مطابق تو ترقی اس چیز کا نام ہے کہ سینما ہوں پارک ہوں۔ عالی شان ہوٹل ہوں سیرگاہیں ہوں۔ اعلیٰ قسم کے کھانے ہوں اور رہنے سہنے کے تمام سامان سجے سجائے ہوں مگر

ہمارا نقطۂ نگاہ

ان سے بالکل جداگانہ ہے۔ ہم کہتے ہیں ہمیں معمولی کھانا مل جائے معمولی پہننے کے لئے مل جائے ہم اللہ کو یاد کرنے والے ہوں خدا تعالیٰ کے دین کی طرف توجہ کرنے والے ہوں۔ جھوٹ اور فریب سے بچنے والے ہوں غیبت اور چغلی سے مجتنب رہنے والے ہوں۔ آپس میں محبت اور پیار سے رہنے والے ہوں اور ہماری روحانیت بلند ہو۔ اب دیکھو ہمارے اور ان کے نقطۂ نگاہ میں کیسا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پانچ دن میں سات دفعہ شراب پینے کو مل جائے روزانہ نہیں تو ہفتہ میں دو دفعہ سینما دیکھ آیا کریں اور

ہر قسم کے تعیش کے سامان

موجود ہوں۔ تو یہ بڑی آرام دہ زندگی ہے۔ پس جب وہ اپنے لئے آرام کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کے اور معنے ہوتے ہیں۔ اور جب ہم اپنے لئے آرام کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ تو اس کے اور معنے ہوتے ہیں۔ گو بظاہر لفظ ایک ہی ہوتا ہے۔ مگر ایک کے معنوں کو دوسرے کے معنوں سے نسبت ہی نہیں ہوتی پس اگر خالی مادی ترقی کو ہی ترقی مان لیا جائے۔ تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ترقی تو انہوں نے ہی کی ہے۔ اور ہم اس میدان میں ان سے بہت پیچھے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں گھر بھرا ہوا ہے۔ کیونکہ اس میں خالی پیالوں کی تہیں لگی ہوئی ہیں جو چھت تک پہونچی ہوئی ہیں۔ تو اگر بھرے ہوئے گھر کے یہ معنے ہیں کہ وہ پیالوں سے بھرا ہوا ہو چاہے وہ پیالے بالکل خالی پڑے ہوں تو ماننا پڑے گا کہ واقعی وہ گھر بھرا ہوا ہے۔ لیکن اگر بھرے ہوئے گھر کے یہ معنے ہوں کہ اس میں خالی پیالے نہ ہوں بلکہ ان پیالوں میں دودھ بھرا ہوا ہو۔ تو ان معنوں کے لحاظ سے وہ گھر بھرا ہوا نہ ہوگا۔ اسی طرح ہمارے نزدیک انسان کے

دل کی اصل تسلی روحانیت سے ہوتی ہے

اور جب تک کسی شخص کے اندر روحانیت نہ ہو اس کو اطمینان قلبی میسر نہیں آ سکتا۔ روحانیت سے خالی آدمی تو ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی شخص خالی دیگ چولہے پر چڑھا دے اور آگ جلاتا چلا جائے اور امید رکھے کہ ابھی کھانا پک کر تیار ہو جائیگا۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ تھوڑی دیر آگ جلنے کے بعد دیگ کا پیندا ہی تیار ہو جائے گا۔ یا اسی کی مثال

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو خدا تعالیٰ کیلئے ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے

"جو خدا کے لئے ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کی سعی اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ یہ ممکن ہے کہ زمیندار اپنا کھیت ضائع کر لے۔ نوکر موقوف ہو کر نقصان پہنچا دے امتحان دینے والا کامیاب نہ ہو۔ مگر خدا کی طرف سعی کرنے والا کبھی بھی ناکام نہیں رہتا۔ اس کا وعدہ سچا ہے کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا خدا تعالیٰ کی راہوں کی تلاش میں جو جویا ہوا وہ آخر منزل مقصود پر پہونچا۔"

(ملفوظات جلد اول [illegible])

بالکل سندباد جہازی کی سی ہوگی ۔ کہتے ہیں سندباد جہازی نے اپنی ساری عمر سفروں میں گذار دی تھی اور شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جس کا اس نے سفر نہ کیا ہو ۔ آخر وہ بڑا امیر کبیر بن گیا ۔ اور اس نے نہایت عالیشان محل تیار کروایا ۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک مزدور جس کا نام

سندباد جہازی ہی تھا

کچھ بوجھ اٹھائے آرہا تھا کہ اس نے تھک کر بوجھ کو اتارا تاکہ ذرا سستا لے وہ بوجھ اتار کر بیٹھا ہی تھا کہ سامنے اس کی نظر ایک محل پر پڑی جس پر لکھا ہوا تھا

یہ سندباد جہازی کا محل ہے

یہ دیکھتے ہی اس مزدور کے منہ سے بے اختیار نکلا ۔ واہی واہ یہ محل سندباد جہازی کا ہے ! نام تو میرا بھی سندباد جہازی ہی ہے ۔ لیکن میں تو دن بھر مزدوری کرتا ہوں تب جاکر شام کو مجھے سوکھی روٹی میسر آتی ہے اور یہ شخص جس کا یہ محل ہے نام اس کا بھی سندباد جہازی ہی ہے مگر یہ عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہا ہے ۔ اے خدا یہ فرق کیوں ہے ۔ محل کے اصل مالک سندباد جہازی نے بھی اس مزدور کے یہ الفاظ سن لئے اور اس کو اپنے پاس بلایا اور اس کا حال پوچھا ۔ مزدور نے کہا مجھے تو صبح سے کھانا نہیں ملا اس لئے بھوک سے نڈھال ہو رہا ہوں ۔ اس نے کہا اچھا میں پہلے

تمہاری بھوک کا علاج

کرتا ہوں پھر تم سے باتیں کروں گا ۔ وہ گیا اور اپنے نوکروں کو بتا دیا کہ میں پہلے اس سے مذاق کرنا چاہتا ہوں ۔ اس لئے جب میں تم سے کہوں کہ کھانا لاؤ تو تم نے خالی پلیٹیں پرلے سے ڈھک کر لانا اور اسی قسم کی دوسری ہدایات دے کر مزدور کے پاس آیا اور وہاں سے اپنے نوکروں کو آواز دی ۔ آفتابہ لاؤ اور اس کے ہاتھ دھلاؤ ۔ وہ خالی آفتابہ اٹھا لائے اور مزدور سے کہا ہاتھ دھوؤ ۔ مزدور بھی بامذاق تھا ۔ اس نے جب دیکھا کہ آفتابہ تو خالی ہے تو اس نے بھی یونہی ہاتھ ملنے شروع کر دیئے ۔ سندباد جہازی نے نوکروں سے کہا اب اس کے لئے پلاؤ اور زردہ لاؤ وہ خالی پلیٹیں طشت میں لگا کر اوپر سے کپڑا ڈھانک کر لے آئے اور مزدور کے سامنے رکھ دیا اور کہا کھانا کھاؤ ۔ مزدور بھی سمجھ گیا یہ سب مذاق ہو رہا ہے اس نے بھی یونہی منہ ہلانا شروع کر دیا

سندباد جہازی

جب یہ مذاق کر چکا تو کہا تم بھی بامذاق آدمی معلوم ہوتے ہو اس لئے اب میں تمہیں کھانا دیتا ہوں ۔ کھانا منگایا گیا ۔ جب مزدور پیٹ بھر کر کھا چکا تو سندباد جہازی نے کہا لو اب میں تمہیں اپنے حالات سناتا ہوں ۔ کہ میں کس طرح امیر کبیر بن گیا یہ کہہ کر اس نے اپنی سرگذشت شروع کی اور اپنے سارے حالات اس کو سنائے کہ میں نے اس طرح سفر کی صعوبتیں اٹھائیں اور مجھے اس کے لئے بڑی بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ۔ اور میرے نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے ۔ اب تم بتاؤ تم نے تو کوئی ایسی قربانی نہیں کی اور ساری عمر مزدوری کرنے گذار دی ۔ اور پھر خدا کا شکوہ کرتے ہو کہ ہم دونوں ہمنام ہیں لیکن یہ شخص محلات میں عیش کرتا ہے اور میں سارا دن محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتا ہوں ۔ تمہارا خدا سے اس قسم کا شکوہ بالکل بے جا ہے اگر تم قربانیاں کرتے ۔ دکھ اٹھاتے اور اس کے بعد شکوہ کرتے تو کسی حد تک بجا بھی تھا ۔ غرض مادی زندگیات ہمارے نزدیک اس خیالی پلاؤ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں جو اصل سندباد جہازی نے مزدور سندباد جہازی کو کھلایا تھا ۔ ہمارے نزدیک

حقیقی زندگی

صرف اور صرف روحانیت سے وابستہ ہے ایک شخص کا یہ توحق ہے کہ وہ بحث کرے کہ مرنے کے بعد زندگی ہے یا نہیں ۔ ایک شخص کا یہ توحق ہے کہ وہ یہ بحث کرے کہ فرشتوں کا کوئی وجود ہے یا نہیں ۔ اس کا یہ توحق ہے کہ یہ بحث کرے کہ قیامت کا کوئی وجود ہے یا نہیں ۔ اس کا یہ توحق ہے کہ بحث کرے کہ خدا کی طرف سے بندے پر الہام ہوتا ہے یا نہیں ۔ اس کا یہ توحق ہے کہ اس قسم کی بحث کرے کہ رؤیا اور کشوف کی بھی کوئی حقیقت ہے یا نہیں اس کا یہ توحق ہے کہ وہ یہ بحث کرے کہ فلاں نبی یا امام سچا ہے یا نہیں ۔ لیکن ان سب کے وجودوں کو مانتے ہوئے جو شخص یہ کہہ دے کہ روحانیت میری سمجھ میں نہیں آتی تو یہ اس کی سمجھ کا فتور ہوگا ۔ وہ عقل کا کورا ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ وہ مادہ پرست ہے اور روحانیت میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا ورنہ

کوئی وجہ نہ تھی

کہ وہ خدا اور فرشتوں کو مانتے ہوئے الہام اور کشوف پر ایمان لاتے ہوئے انبیاء اور ائمہ کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے روحانیت کا سرے سے ہی انکار کر دے جو ایسا کرتا ہے وہ خود اپنے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ کے افضال کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیتا ہے ۔ روحانی زندگی کی مثال اس چیز کی سی ہے جو کسی برتن میں بھری ہوئی ہو اور

مادی زندگی کی مثال

صرف اس برتن کی سی ہے جو خالی پڑا ہو جب تک برتن کے اندر کوئی چیز موجود نہ ہو پیٹ کسی چیز سے بھرے گا ؟ خالی برتن تو پیٹ بھرنے کا موجب نہیں ہوسکتا یا فرض کرو ایک شخص کی صرف ایک ہی جیب میں چاندی کے چند سکے ہوں اور دوسرے کی ایک جیب میں تو چاندی کے سکے ہوں اور دوسری جیب میں اشرفیاں رکھی ہوں تو اگر پہلا شخص اپنے چاندی کے سکوں کا مقابلہ دوسرے شخص کی صرف اس جیب سے کرے جس میں چاندی کے سکے ہوں تو ہم کہیں گے یہ دوسری جیب بھی تو اسی کی ہے جس میں اشرفیاں رکھی ہیں ان کا بھی تو مقابلہ کرو ۔ پس جب ہم ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے تو جو کچھ ان دونوں کے پاس ہوگا ۔ اس کا مقابلہ کریں گے ۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ پہلا شخص دوسرے کے صرف چاندی کے سکے دیکھ کر ہی یہ کہہ دے کہ میرے پاس تم سے ایک یا دو سکے زیادہ ہیں ۔ ہم کہیں گے بے شک تمہارے چاندی کے سکے اس کے چاندی کے سکوں سے زیادہ ہیں ۔ لیکن اس کی دوسری جیب جو اشرفیوں سے بھری ہوئی ہے وہ بھی تو اسی کی ہے اس کو تم کیوں نہیں دیکھتے ہیں

مادہ پرست یہ تو کہہ سکتے ہیں

کہ ہم نے اتنی لمبی چوڑی سڑکیں اپنے ممالک میں بنائی ہیں لیکن ہم کہیں گے بے شک تم نے زمین پر لمبی چوڑی سڑکیں بنائیں مگر یہ تو بتاؤ کہ آسمان کی طرف کس نے سڑک بنائی ؟ وہ کہیں گے ہمارے بنک بڑے مضبوط ہیں اور ہماری اتنی دولت ان میں جمع ہے ۔ لیکن ہم یہ جواب دیں گے کہ بیشک تمہارے زمینی بنک دولتوں سے بھرے پڑے ہیں ۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ آسمان پر کس کے بنک ہیں اگر ایک شخص کے پاس صرف چار سیر چاندی ہو اور دوسرے کے پاس چار سیر چاندی ہو اور آٹھ سیر سونا بھی ہو تو اصل مالدار وہی ہوگا جس کے پاس چاندی کے علاوہ سونا بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں

مادہ پرستوں کی مثال

بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے ضلّ سعیھم فی الحیٰوۃ الدّنیا ان کا روحانیت کا خانہ بالکل خالی ہے اور ان کی ساری طاقتیں دنیا پر صرف ہو رہی ہیں ۔ حضرت مسیح ناصرؑ کا قول ہے کہ وہ مال تمہارا نہیں جو تم دنیا میں جمع کرتے ہو اس کو تو کیڑا لگ جاتا ہے ۔ اصل مال تمہارا آسمان پر ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی اس کا ذکر آتا ہے ۔ آپؐ نے ایک دفعہ صحابہؓ سے پوچھا کیا تمہیں وہ مال پسند ہے جو غیر کے پاس ہو یا وہ مال پسند ہے جو ضائع ہوگیا ہو ۔ یا وہ مال پسند ہے جو تمہارے اپنے قبضہ میں ہو ۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہؐ یہ تو سیدھی بات ہے مال تو وہی پسند ہوگا جو اپنے قبضہ میں ہو ۔ آپؐ نے فرمایا جو مال تم نے کھا لیا وہ ضائع ہوگیا اور جو مال تم چھوڑ مرے وہ غیر کا ہوا اور جو مال تم خدا کی راہ میں خرچ کروگے وہی مال ہوگا جو تمہارے قبضہ میں ہوگا ۔ یہ کیسی عمدہ مثال ہے فرمایا ۔

مومن کا خزانہ

اگلے جہان میں آسمان پر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مومن بسا اوقات مخالف کے مقابلہ میں کمزور اور ناتواں نظر آتا ہے اور اس کے پاس سامان طاقت اور جتھہ نہیں ہوتا مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے سامان طاقت اور جتھے آسمان پر جمع ہوتے ہیں اور عین وقت پر اس کی امداد کے لئے اترتے ہیں ۔ مخالف مومن کی ظاہری طاقت اور قوت کا اندازہ لگا کر مغرور ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے پاس تو ساز و سامان ہیں اور طاقت ہے اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے ۔ لیکن وقت آنے پر مومن کی طاقت جو مخالف کے مقابلہ سے پہلے نظر نہ آتی تھی بڑھتی ہے اور اس کے دل پر ہیبت اور خوف طاری ہوجاتا ہے ۔ اور وہ کہتا ہے کہ میں تو اس کو کمزور اور ناتواں سمجھا ہوا تھا لیکن اس کی طاقت مخفی طور پر محفوظ تھی ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی جو دولت آسمان پر ہوتی ہے وہ بڑھتی رہتی ہے ۔ یوں تو بنک میں جمع شدہ روپیہ بھی بڑھتا ہے لیکن بنک کے روپیہ کو مومن کے آسمان پر جمع شدہ روپیہ سے کیا نسبت ہے ۔ مثل مشہور ہے دہ دنیا ستر آخرۃ

اس کا مطلب یہی ہے

کہ اللہ تعالیٰ مومن کو دنیا بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس سے کہیں زیادہ دیتا ہے ۔ بنکوں کا تو یہ ہوتا ہے کہ جمع شدہ روپیہ تیس۳۰ سال کے لمبے عرصہ میں جاکر دگنا بنتا ہے مگر مومن خدا تعالیٰ کے دین کے لئے اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے جو روپیہ خرچ کرتا ہے اس کے بدلہ میں جو انعامات اسے ملتے ہیں ان کے مقابلہ میں اس منافعہ کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتا جو بنکوں میں روپیہ جمع کرنے والوں کو ملتا ہے ۔

(باقی)

احمدی والدین کا ایک اہم فریضہ ـ تربیت اولاد

(پروفیسر ملک مسعود احمد صاحب ایم اے ڈیرہ غازی خان)

موجودہ زمانہ نہایت ہی پُر آشوب زمانہ ہے۔ اخلاقی اور مذہبی قدروں کے مقابلے میں مادی قدریں زیادہ اہم سمجھی جاتی ہیں۔ مذہبی معاملات کے ساتھ عام طور پر دلچسپی کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہر ایک ناگزیر امر ہے کہ انسان اپنے ماحول سے ضرور متاثر ہوتا ہے ہماری جماعت کے سامنے جو پروگرام ہے اس کے مطابق بچوں کو لغو اور مخرب اخلاق کاموں سے بچانا نہایت ضروری ہے۔ لیکن چاروں طرف جو ماحول ہے اس میں سینما اور کھیل تماشے اور دوسرے لہو و لعب کے سامان ہر لحظہ اور ہر آن احمدی بچوں پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ فلمی گانے ہوتے ہیں۔ بے اختیار خواہش دل میں پیدا ہوتی ہے کہ کاش! ہماری قوم اس کی کوئی تدبیر کر سکے بہر حال جب تک قومی طور پر اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔ ہماری جماعت کے والدین کو اس طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔

موجودہ زمانے میں احمدی والدین کے لئے تربیت اولاد ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے جس پر ہماری جماعت کے مستقبل کی بنیاد ہے۔

بچپن میں جو چیزیں سکھائی جاتی ہیں وہ "النقش فی الحجر" کی مانند دل میں اتر جاتی ہیں۔ اس زمانے سے والدین کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ربوہ تو ہمارا مرکز ہے۔ وہاں بچوں کو اسلام اور احمدیت کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ لیکن ربوہ سے باہر کے شہروں میں بچے چونکہ دوسرے سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں اسلئے انہیں احمدیت کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوتا۔ اسلئے والدین کو چاہیئے کہ عام تعلیم کے ساتھ ساتھ جو بچے سکولوں میں حاصل کرتے ہیں مندرجہ ذیل باتوں کی طرف خاص دھیان دیں:۔

(۱) سب سے پہلے اسلام کے متعلق ضروری معلومات بالخصوص حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات اور تعلیم مختصر طور پر بچوں کو بتلاتے رہیں۔

(۲) احمدیت کی مختصر تاریخ اور بانی سلسلہ کے حالات اور مشن سے آگاہ کریں نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کے حالات سے بھی مطلع کریں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ جماعت احمدیہ قائم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اس نے کون کون سے کام کئے ہیں اور مسلمانوں کی اصلاح اور خدمت اسلام کا فریضہ کس طریق سے انجام دیا ہے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ سکولوں میں احمدی طلباء اپنے آپ کو کسی قدر اجنبی محسوس کرتے ہیں۔ اور جب کوئی طالب علم احمدیت پر اعتراض کرتا ہے تو ان میں سے بعض جواب دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ یہ اسلئے ہوتا ہے کہ ان کو والدین نے کبھی احمدیت کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے کی زحمت گوارا نہیں کی ہوتی۔

(۳) قرآن اور حدیث کے آسان اسباق با ترجمہ پڑھانے کا انتظام ضرور ہونا چاہیئے جس سے اسلام کے متعلق براہ راست واقفیت پیدا کرنے کا شوق پیدا ہوگا ـــــ ضرورت اس امر کی ہے کہ بچوں کے لئے ایسی کتابیں آسان زبان میں لکھی جائیں۔ جن میں احمدیت کی تاریخ، تعلیم اور بانی سلسلہ اور خلفاء کے حالات اور ضروری اسباق تربیت کی غرض سے درج ہوں۔ یہ کتابیں باہر کی جماعتوں کے والدین کو اپنے بچوں کو گھر پر پڑھانے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ چونکہ نونہالان احمدیت نے ایک بہت اہم کام تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا کرنا ہے اور اسلام کی شعاعوں سے دنیا کے ان خطوں کو جن میں شرک و بت پرستی کی تاریکی گھر کئے ہوئے ہے۔ روشن کرنا ہے اس لئے پہلے ان کی تعلیم و تربیت صحیح رنگ میں کرنی لازمی ہے۔

بعض امراء اپنے بچوں کو انگریزی سکولوں میں تعلیم دلوا رہے ہیں۔ میں نے کئی ایک احمدی بچوں کو دیکھا ہے کہ وہ انگریزی طرز کے لباس میں ملبوس اپنے گھر آنے والے مہمانوں کو بجائے اسلام علیکم کہنے کے گڈ مارننگ کہتے ہیں۔ اور الوداعی سلام کے لئے بھی انگریزی الفاظ زبان پر لاتے ہیں۔ "السلام علیکم" کہنے کے مسنون طریقے سے ہمیں اپنے بچوں کو واقف کرنا چاہیئے تاکہ انگریزی شعار اختیار کرنے میں فخر محسوس کریں۔ والدین کو چاہیئے کہ اس بارے میں اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سکھلاتے رہیں۔ ماں کا فرض اس بارے میں زیادہ ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ نے ایک کتابچہ بعنوان "اچھی مائیں" کئی سال ہوئے لکھا تھا جس میں تربیت اولاد کے اصول بیان فرمائے ہیں۔ اس میں آپ نے احمدی ماؤں کی ذمہ داری پر زور دیا ہے۔ اس کتابچے کے صفحہ ۹ پر آپ لکھتے ہیں: "عام قاعدہ یہی ہے کہ نیک اولاد پیدا کرنے اور اولاد کو اچھی تربیت دینے کی جو اہلیت ایک دیندار ماں رکھتی ہے وہ ہرگز ہرگز ایک بے دین ماں کو حاصل نہیں ہوتی . . . . . نیک اولاد پیدا کرنے اور نیک بچے بنانے میں ظاہری اسباب کے ماتحت نوے فی صدی حصہ دیندار ماؤں کا ہوتا ہے . . . . . جس طرح وہ اپنی اپنی ماں کے اعمال کو دیکھتے ہیں اسی طرح ان کی ماں بھی شب و روز ان کے اعمال کو دیکھتی ہے اور ہر خلاف اخلاق اور ہر خلاف شریعت حرکت پر ان کو ٹوکتی ہے اور شفقت و محبت کے الفاظ میں انہیں نصیحت کرتی رہتی ہے۔ ماں کا یہ فعل جو اس کی اولاد کے لئے ایک دلکش و شیریں اسوہ ہوتا ہے اور ماں کا یہ قول جو اس کے بچوں کے کانوں میں شہد اور تریاق کے قطرے بن کر اترتا چلا جاتا ہے ان کے گوشت پوست اور ہڈیوں تک میں سرایت کر کے اور ان کے خون کا حصہ بنکر انہیں گویا ایک نیا جنم دے دیتا ہے۔ کاش! دنیا اس نکتہ کو سمجھ لے قوموں کے لیڈر اس نکتے کو سمجھ لیں۔ خاندانوں کے بانی اس نکتہ کو سمجھ لیں۔ گھر کا آقا اس نکتہ کو سمجھ لے۔ بچوں کی ماں اس نکتہ کو سمجھ لے اور کاش بچے بھی اس نکتہ کو سمجھ لیں کہ اولاد کی تربیت کا بہترین آلہ ماں کی گود ہے پس اے احمدیت کی فضا میں سانس لینے والی بہنو اور بیٹیو! اور آج کی ماؤں اور کل کو ماں بننے والی لڑکیو! اگر قوم کو تباہی کے گڑھے سے بچا کر ترقی کی شاہراہ کی طرف لے جانا ہے تو سنو اور یاد رکھو کہ اس نسخہ سے بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں کہ اپنی گودوں کو نیکی کا گہوارہ بناؤ۔ اپنی اپنی گودوں میں وہ جوہر پیدا کرو جو بدی کو مٹاتا اور نیکی کو پروان چڑھاتا ہے۔ جو شیطان کو دور بھگاتا اور انسان کو رحمان کی طرف کھینچ لاتا ہے۔"

اس اقتباس سے قارئین کرام پر والدہ کا مقام تربیت اولاد کے سلسلہ میں واضح ہو جاتا ہے۔ ربوہ سے باہر رہنے والے احمدیوں کے لئے جہاں صحیح رنگ کی تعلیم دینا اپنے بچوں کے لئے ضروری ہے وہاں اُن کی اولادوں کے لئے اُن کی مائیں بہتر سے بہتر انداز میں تربیت کر سکتی ہیں۔

اکثر لوگ اولاد کی خواہش کرتے ہیں اور اولاد کی کثرت سے اُن کا دل باغ باغ بھی ہوتا ہے۔ لیکن اولاد کی تربیت کرنے میں سعی اور کوشش سے کام نہیں لیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:۔

"اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور اُن کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالےٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہو جاتے ہیں۔"
(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۵ صفحہ ۱۱-۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء)

بہر حال موجودہ زمانے میں احمدی بچوں کی تربیت کرنا اور انہیں اپنے ماحول کی آلائشوں سے بچائے رکھنا اور ان کے کردار کو صحیح اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا تمام احمدی والدین کا فرض ہے۔ ایسا فرض کہ اس کے مقابلے میں اور کوئی دنیوی فرض اس پر بھاری نہیں ہونا چاہیئے۔ اس مادیت کے زمانے میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اگر ہمارے بچے بھی دوسروں کے رنگ میں رنگین ہوتے چلے گئے اور اپنے ماحول کے بد اثرات سے دامن نہ بچا سکے تو احمدیت کا اصل رنگ ان پر کیسے چڑھ سکے گا۔ اور اس بلند مقصد کی تکمیل کے لئے وہ اپنے آپ کو کیسے آمادہ کر سکیں گے جس کے لئے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

درخواست دُعا

میرے چھوٹے بھائی عزیزم ملک برکت اللہ صاحب بی۔ اے (آنرز) الفضلہ تعالےٰ امسال پنجاب یونیورسٹی کے ایل ایل بی کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ کامیابی کو ہر رنگ میں مبارک کرے۔

خاکسار: ملک صلاح الدین ایم اے
مؤلف اصحاب احمد ـ قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال
کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

پچھلی قربانیاں آئندہ کے لئے کافی نہیں ہوتیں

سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ہر وہ انسان جو یہ سمجھتا ہے کہ پچھلی قربانیاں اس کے لئے کافی ہیں وہ سخت غلطی پر ہے۔ جس طرح کل کا کھایا ہوا اس کے آج کام نہیں آسکتا۔ اسی طرح پچھلی قربانیاں آئندہ کے لئے مستغنی نہیں کر سکتیں۔ بلکہ روحانی زندگی برقرار رکھنے کے لئے ہمیشہ نئی نئی قربانیوں کی ضرورت رہتی ہے"

تحریک جدید کو مشنوں۔ تراجم قرآن کریم۔ تعمیر مساجد۔ اجراء تعلیمی اداروں اور اشاعت لٹریچر کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی امداد کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی حسب حیثیت اس قربانی میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کرنے کی سعی کرے

(وکیل المال اول تحریک جدید۔ ربوہ)

ایک مخلص احمدی کی وفات

مکرم مولوی عبدالوہاب صاحب حجازی نشاط ملز لائلپور کی مسجد اہل حدیث کے امام مسجد اور خطیب تھے انہوں نے بعض خوابوں کی بناء پر ۱۹۶۰ء میں مع اہل و عیال بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ آپ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۷۱ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نے بیعت کے بعد کافی مالی تنگی برداشت کی مگر مستقل مزاج رہے اور باوجودیکہ لائلپور شہر سے سات میل کے فاصلہ پر بمقام مانانوالہ رہتے تھے پھر بھی ہمت کر کے جمعہ پڑھنے کے لئے شہر میں آجاتے تھے۔ مرحوم نے وفات سے قبل اپنی اہلیہ صاحبہ، اپنے لڑکے حمید الحسن صاحب اور اپنی بہو کو وصیتیں کیں کہ احمدیت پر قائم رہنا خواہ تمہیں کتنی مشکلات اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے۔ احمدیت کی نعمت کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ پھر اپنے لڑکے کو چندہ کی باقاعدگی کی تاکید کی۔

مرحوم کی وفات کی خبر پا کر شہر سے احباب جماعت نے مانانوالہ جا کر ان کے کفن دفن اور جنازہ کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر دے۔ چونکہ جنازہ میں تھوڑے آدمی تھے اس لئے مورخہ ۲۱ جولائی کو نماز جمعہ کے بعد مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ بھی مرحوم کی بخشش اور مغفرت کے لئے دعا فرماویں۔ اور نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل بخشے۔ اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔ (سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل مربی جماعت احمدیہ لائلپور)

امانت فنڈ تحریک جدید

امانت فنڈ کے متعلق حضور اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"میں جب بھی تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق غور کرتا ہوں۔ ان سب میں امانت فنڈ کی تحریک پر خود حیران ہو جایا کرتا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔ کیونکہ بغیر کسی بوجھ اور بغیر معمولی چندہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں کہ جاننے والے حیران ہیں۔ وہ اس کی شکل کو حیرت میں ڈال دینے والے ہیں۔۔۔"

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی ہے۔"

(افسر امانت تحریک جدید)

درخواستہائے دعا

(۱) برادرم مکرم چوہدری محمد کرامت اللہ صاحب آف کراچی علاج کے بعد ۱۲-۷-۷۱ کو لندن سے بخیریت واپس آگئے الحمد للہ۔ ہم احباب کی دعاؤں کے شکر گذار ہیں۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرماویں۔ (ملک بشارت احمد عنبر نصرت آرٹ پریس۔ ربوہ)

(۲) میری اہلیہ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں ۱۶ جولائی کو اچانک تکلیف بڑھ گئی۔ جس کی وجہ سے سول ہسپتال مری میں زیر علاج ہیں۔ احباب کرام و درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ میری اہلیہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (ظفر احمد باجوہ)

(۳) لطیف احمد نے بی۔اے کا اور میری بھانجی نعیمہ اختر نے ایف۔اے کا امتحان دیا ہے نتیجہ عنقریب نکلنے والا ہے۔ احباب نمایاں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ (علی احمد ربوہ)

(۴) خاکسار آجکل مشکلات میں مبتلا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مشکلات دور فرمائے۔ آمین (محمد زبیر قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھکر ضلع میانوالی)

مستورات — اور — خدمت دین

اشاعت اسلام کیلئے زیورات کی قابل رشک قربانی

(۳)

ہمارے محسن اعظم سیدنا حضرت اقدس خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے مقدس زمانہ میں ایک مرتبہ مستورات نے اپنے کانوں کی بالیاں۔ گلے کے ہار اور انگلیوں کے چھلے تک دین کی حفاظت کے لئے پیش کر دئے۔ ایک عورت نے اپنے ایک بازو کا طلائی کڑا اتار کر چندہ میں دے دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بی بی تیرا دوسرا ہاتھ بھی درخواست کرتا ہے کہ اسے بھی دوزخ سے بچایا جائے۔ چنانچہ اس مخلصہ نے اپنا دوسرا کڑا بھی پیش کر دیا۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں احمدی مستورات بھی اشاعت اسلام کے لئے ایسی ہی قربانی کا نمونہ پیش کر رہی ہیں۔ چنانچہ لندن اور ہالینڈ کی مساجد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت ہماری احمدی بہنوں ہی کی مالی قربانی سے تعمیر کروائی گئی ہیں۔ متعدد قابل رشک مثالیں الفضل میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں چند نمونے پھر مشاہدہ میں آئے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:۔

۷۔ محترمہ مسز ہدایت بیگم صاحبہ موکیہ ماریشس چوڑیاں طلائی چار عدد (۲۵۴ روپے ۷۲ پیسے)

۸۔ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ مرحومہ بذریعہ مکرم الحاج شیخ محمد ابراہیم صاحب چنیوٹ۔ چوڑیاں طلائی سات عدد (۵۸۷/۷۰)

قارئین کرام سے ان بہنوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(وکیل المال تحریک جدید)

نظارت تعلیم کی طرف سے اطلاعات

۱۔ داخلہ خیبر میڈیکل کالج پشاور

فرسٹ ائیر میں داخلے کے لئے درخواستیں مجوزہ فارم میں ۱۰-۹-۷۱ تک بنام پرنسپل یا ایف ایس سی کا نتیجہ نکلنے کے بعد دس روز تک۔ فارم دفتر کالج سے۔ پراسپکٹس یک روپیہ میں مقامی کو اور روپے ۱/۵۰ میں بذریعہ ڈاک (پ۔ ٹ ۲۲-۷-۷۱)

۲۔ داخلہ گورنمنٹ ٹریننگ کالج بہاولپور

بی ایڈ و سی ٹی کلاسوں میں داخلے کے لئے درخواستیں بمعہ ضروری سندات مجوزہ فارم میں بالترتیب ۱۷-۸-۷۱ اور ۲۵-۸-۷۱ تک۔ فارم دفتر کالج سے۔ ۳۵۰ و ۳۰ وظائف اور بر وقت داخلہ ۱۲۵/۵۰ و ۱۳۷/۵۰ روپے بالترتیب واجبات آغاز کار ۱۰-۹-۷۱
شرائط۔ بی ایڈ کے لئے بی اے یا بی ایس سی اور سی ٹی کیلئے ایف اے یا ایف ایس سی۔ عمر کم از کم ۱۹ سال۔ (پ۔ ٹ ۲۵-۷-۷۱)

۳۔ داخلہ پنجاب ایگریکلچرل کالج اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لائلپور

شرط: میٹرک (سائنس) داخلہ فرسٹ ائیر۔ پانچ سالہ کورس۔ مستحقین کے لئے وظائف و معافی فیس۔ کل سیٹیں ۱۵۰۔ انٹرویو۔ پراسپکٹس ۱۴ پیسے میں کالج سے۔
درخواستیں ۵-۸-۷۱ بشمول ضروری کاغذات

۴۔ داخلہ گورنمنٹ کالج آف ایلیمنٹری ٹیچرز فار پرائمری ایجوکیشن لائلپور

داخلہ بی ایڈ (پرائمری) کلاس سیٹیں ۴۰۔ یہ گریجوایٹ بطور ہیڈ ٹیچرز نارمل سکولوں میں مقرر ہوں گے — شرائط: بی اے۔ عمر ۶-۹-۷۱ کو کم از کم ۱۹۔
درخواستیں ۲۲-۸-۷۱ تک۔ فارم دفتر کالج سے (پ۔ ٹ ۲۵-۷-۷۱)

۵۔ محترم ڈاکٹر محمد انور صاحب امیر جماعت احمدیہ جڑانوالہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ اپریشن ہوا تھا۔ جس سے بیماری میں کچھ افاقہ ہے۔ لیکن صحت بہت کمزور ہے۔ مرض بھی پوری طرح ختم نہیں ہوئی۔ احباب جماعت صحابہ کرام اور درویشان قادیان دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ جلد از جلد صحت کاملہ عاجلہ عطا فرما دے۔ (محمد سعید ارشد ۵۲/۲۶ مین روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ فرما دیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۶۱۸۹ :- میں نذیرہ بی بی بنت بابا جلال الدین صاحب درویش قادیان زوجہ محمد انور کارکن امور عامہ ربوہ قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن دارالیمن ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۵/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد صرف دو صد روپیہ ہے۔ مہر جو بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ یہی اس وقت میری ملکیت ہے۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط

العبد :- نذیرہ بی بی زوجہ محمد انور کارکن امور عامہ بنت جلال الدین صاحب درویش قادیان

گواہ شد :- محمد انور کارکن امور عامہ (خاوند موصیہ)

گواہ شد :- سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ صاحب مرحوم کارکن دفتر وصیت ربوہ

گواہ شد :- سعیدہ بیگم صدر محلہ دارالیمن

نمبر ۱۶۱۹۱ :- میں انجمن آرا بیگ زوجہ میجر رفعت علی صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۔ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۴۰ء ساکن سیالکوٹ حال لارنس کالج مری ہلز ڈاکخانہ سیالکوٹ شہر ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱- حق مہر مبلغ دس ہزار روپیہ جو ابھی خاوند سے وصول کرنا ہے۔ لیکن اسکے ۱/۱۰ حصہ کو میں خود ادا کرنے کی ذمہ دار ہوں

۲- نقد جمع شدہ سرمایہ مبلغ تیرہ ہزار دو صد پچاس روپیہ صرف۔

۳- زیورات طلائی بتفصیل ذیل کانوں کے جھمکے اور گلے کا ہار وزنی ساڑھے سات تولہ قیمتی ایک ہزار بیس روپیہ صرف چوڑیاں طلائی پانچ تولہ قیمتی چھ صد اسی روپیہ صرف انگوٹھیاں طلائی اڑھائی تولہ قیمتی دو صد (۳) چالیس روپیہ صرف متفرق زیورات وزنی پانچ تولہ قیمتی چھ صد اسی روپیہ۔ گھڑیاں دو عدد مالیتی تین صد سات روپیہ صرف زیورات طلائی کل وزن بیس تولہ کل قیمت دو ہزار سات صد بیس روپیہ صرف کل -/۲۶۲۷۷ روپیہ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ جائیداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ (۲) لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں ہے بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جوکہ اس وقت تین صد بیس روپیہ صرف ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہونگی

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الراقم محمد اشرف ناصر شاہد مربی سلسلہ

الامتہ :- Anjuman Ara Beg 8.4.61 W/o Maj Rifak Ali

گواہ شد :- محمد اشرف ناصر شاہد مربی جماعت احمدیہ مری ہلز۔ گواہ شد :- بی اے اعوان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مری۔

وصیت ۱۰۶۷۶

نمبر ۱۶۱۹۲ :- میں نور بیگم صاحبہ زوجہ اللہ یار صاحب قوم رانجھا پیشہ خانہ داری عمر ۔۔ تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کرم پور ڈاکخانہ وار برٹن ضلع شیخوپورہ۔ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ بذمہ خاوند۔ دو عدد کلپ اور ایک عدد انگوٹھی وزنی ایک تولہ قیمت -/۱۱۵ روپیہ میزان کل -/۱۱۱۵ روپیہ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ کرتی ہوں اس رقم سے جتنی رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرا سکوں وہ وصیت کردہ سے منہا کی جاوے۔ نیز میری وفات کے وقت اگر کوئی مزید جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ گو اس وقت میری کوئی آمد نہیں۔ اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

الامتہ :- نشان انگوٹھا نور بیگم زوجہ اللہ یار ساکن کرم پورہ ڈاکخانہ وار برٹن ضلع شیخوپورہ۔

گواہ شد :- بقلم خود سید لال شاہ احمد امیر جماعت احمدیہ دفعہ کرمپورہ مقام وار برٹن ضلع شیخوپورہ۔

گواہ شد :- نشان انگوٹھا اللہ یار ولد اللہ داد بھٹی خاوند موصیہ ساکن کرمپورہ ضلع شیخوپورہ

نمبر ۱۶۱۹۳ :- میں خورشید اسماعیل صاحبہ بنت چودھری محمد اسماعیل صاحب مرحوم قوم باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۔ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن گھسیا باجوہ معرفت چوہدری غلام قادر صاحب نمبردار پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری حال لارنس کالج گھوڑا گلی مری ہلز ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

گو میرے والدین فوت ہو چکے ہیں اور میرے علاوہ چار بھائی ہیں۔ لیکن ابھی تک جائیداد کا تصفیہ نہیں ہوا۔ جب وہ بٹوارا تقسیم ہوئی اور زمین وغیرہ میرے نام لگی اس وقت دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دے دونگی۔ لیکن میرا گزارا ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ -/۵۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الراقم محمد اشرف ناصر شاہد

الامتہ :- خورشید اسماعیل بنت چوہدری محمد اسماعیل صاحب مرحوم

گواہ شد :- محمد اشرف ناصر شاہد مربی جماعت احمدیہ مری ہلز۔ گواہ شد :- بی اے اعوان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مری وصیت ۱۰۶۷۶

گواہ شد :- Anjuman Ara Beg Head mistress Lawrence college Murree

نمبر ۱۶۱۹۴ :- میں ملک محمد علی ولد ملک شاہ محمد قوم کیبوکا۔ پیشہ دکانداری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کالیہ ڈاکخانہ آنبہ ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۲/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد پندرہ ایکڑ اراضی ہے۔ جو میری ملکیت ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل خزانہ کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

(۲) لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ دکانداری پر ہے۔ جس کی اس وقت کوئی معین آمد نہیں اندازاً بیس روپیہ تک آمد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ فقط المرقوم ۷/۲/۶۱

العبد :- ملک محمد علی ولد شاہ محمد قوم کیبوکا ساکن کالیہ ڈاکخانہ انبہ ضلع شیخوپورہ

گواہ شد :- محمد موسے ولد دائم خان ساکن کالیہ ضلع شیخوپورہ۔

گواہ شد :- بقلم سید لال شاہ احمد امیر جماعت احمدیہ آنبہ کرم پورہ ضلع شیخوپورہ۔

درخواست دعا

میرے والد صاحب کی طبیعت اکثر ناساز رہتی ہے ۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرماویں ۔

(عبدالمنان بھٹی بنی سر روڈ میرپور خاص سندھ)

(۳) شیخ غلام علی صاحب ولد شیخ محمد دین صاحب آف چک ۹۹ شمالی ضلع سرگودھا سخت بیمار ہیں ان کی صحت کاملہ کے لئے احباب دعا فرماویں نیز میرے بچے بھی بیمار ہیں ان کی صحت کیلئے بھی دعا فرماویں ۔

(مبارک احمد ولد خوشی محمد مہاجر آف قادیان حال نزکر گڑھی ضلع گوجرانوالہ)

بچے کے چہرہ پر رونق آگئی

"ہمارے ہمسایوں کا لڑکا بہت تکلیف سے دانت نکال رہا تھا ۔ بہت چڑچڑا اور روتا ہو گیا تھا ۔ اور دستوں سے بہت دبلا ۔ ہم نے اس کو ایک شیشی "بے بی ٹانک" کی منگوا دی جس کے چند روز کے استعمال سے اب وہ دانت بآسانی نکال رہا ہے ۔ دست بند ہو گئے ہیں اور چہرے پر رونق آگئی ہے اس کو مٹی کھانے کی عادت تھی وہ بھی اب جاتی رہی ہے"۔

اقتباس خط جناب چوہدری رحمت علی صاحب مسلم ایم ۔ اے 67 ۔ II ۔ 8 ۔ 8 اکال گڑھ ، راولپنڈی

قیمت ایک ماہ کورس ۔/۳ روپے مکمل فہرست ادویہ خط لکھ کر طلب کریں ۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ

ولادت

مکرم کیپٹن چوہدری محمد حسین صاحب چیمہ انگلستان سے اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے بڑے لڑکے چوہدری الیاس احمد صاحب چیمہ کو مورخہ ۸ ر جولائی ۱۹۶۱ء بچی عطا فرمائی ہے نومولودہ مکرم چوہدری غلام مرتضےٰ صاحب وکیل القانون تحریک جدید ربوہ کی نواسی ہے ۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ نومولودہ کو اپنے فضل سے صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور اسے نیک صالحہ اور خادمہ دین بنائے ۔ آمین

نیز مکرم چیمہ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے حال ہی میں انگلستان میں ایک اور مکان خریدا ہے وہ احباب جماعت سے مکان کے بابرکت ہونے کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتے ہیں ۔

اعلان نکاح

میرے پوتے عزیزم چوہدری نثار احمد بی ۔ ایس سی ولد چوہدری محمد شفیع صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزہ نثارہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری علی شیر صاحب مرحوم ساکن دلیو کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بمقام ربوہ کے بعوض حق مہر مبلغ پانچ صد روپیہ مورخہ ۱۲/۷/۶۱ بروز جمعہ پڑھا گیا ۔ اور ۲۲/۷/۶۱ کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی ۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے واسطے بابرکت فرماوے ۔ اور سلسلہ عالیہ کے واسطے باعث برکت ہو ۔

(چوہدری) محمد حسین نمبردار چک ۲۶۹ ر ب (ضلع لائلپور)

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی زیر نگرانی تیار کردہ
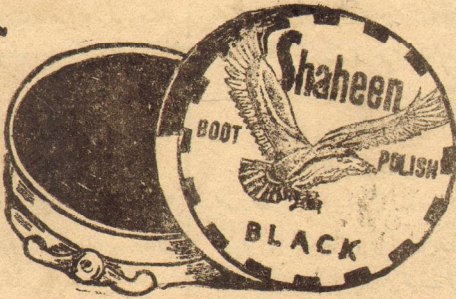
پائیداری اور چمک اور نفاست کے لئے

اپنے شہر کے ہر جنرل مرچنٹ سے طلب کریں

پاکستان ویسٹرن ریلوے ۔ لاہور ڈویژن

ٹینڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کاموں کے لئے دستخط کنندہ ذیل کو نظر ثانی شدہ شیڈول آف ریٹ پر مبنی فیصد نرخ کے سربمہر ٹینڈر ۷ ۔ اگست ۱۹۶۱ء کے ساڑھے بارہ بجے دوپہر تک مقررہ فارموں پر مطلوب ہیں یہ فارم اس دفتر سے درج بالا تاریخ کے ساڑھے گیارہ بجے دن تک ایک روپیہ فی فارم کے حساب سے حاصل کئے جا سکتے ہیں یہ ٹینڈر اسی روز ساڑھے بارہ بجے دوپہر کو بر سر عام کھولے جائیں گے ۔

زر ضمانت جو ڈویژنل پے ماسٹر پی ڈبلیو آر لاہور کے پاس جمع کرانا ہوگا ۔	کام
	ورکس زون سب ڈویژن نمبر ۲ لاہور :۔
۔/۱۰۰۰ روپے	(ا) زون نمبر ۱ : آئی او ڈبلیو/۳ لاہور کے سیکشن میں مشتمل بر میوگارڈنز اور کنال بنک کالونی ۔
۔/۱۰۰۰ روپے	(ب) زون نمبر ۲ : آئی او ڈبلیو/۳ لاہور کے سیکشن میں مشتمل بر لاہور ۔ والٹن ٹریننگ سکول اور لاہور واہگہ سیکشن ۔
۔/۱۰۰۰ روپے	(ج) زون نمبر ۳ : آئی او ڈبلیو/۴ مغلپورہ کے سیکشن میں مشتمل بر جنرل سٹورز اور سٹیل شاپس اور لوکوشاپس مغلپورہ
۔/۱۰۰۰ روپے	(د) زون نمبر ۴ : آئی او ڈبلیو/۴ مغلپورہ کے سیکشن میں مشتمل بر سی اینڈ ڈبلیو شاپس ، پاور ہاؤس اور رہائشی کالونیز مغلپورہ ۔

صرف وہی ٹھیکیدار ٹینڈر داخل کریں جن کے نام منظور شدہ فہرست میں ہوں ۔ وہ ٹھیکیدار جن کے نام اس ڈویژن کی منظور شدہ فہرست میں درج نہ ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ ۷ ر اگست ۶۱ء سے قبل اپنے نام درج کرالیں ۔

تفصیلی شرائط دیگر کوائف اور نرخوں کا نظر ثانی شدہ شیڈول زیر دستخطی کے دفتر میں ایام کار میں سے کسی روز بھی آکر دیکھے جا سکتے ہیں ریلوے کا محکمہ کم سے کم لاگت کے یا کسی اور ٹینڈر کو منظور کرنے کا پابند نہ ہوگا ۔ یہ امر ٹھیکیداروں کے اپنے مفاد میں ہے کہ وہ زرضمانت ۷ ر اگست ۶۱ سے پہلے ڈویژنل پے ماسٹر پی ڈبلیو آر لاہور کے پاس جمع کرادیں ٹھیکیداران کو چاہیئے کہ وہ پرسنٹیج ریٹ مکمل ہندسوں میں درج کریں ۔ کسور پر مشتمل نرخ منظور کئے جا سکیں گے ۔

(ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ لاہور)

ٹی بی کے مریضوں کو خوشخبری

ٹی بی کورس یہ جنرل ٹانک کے علاوہ دق ۔ سل ۔ دمہ کھانسی ۔ میٹھا پیشاب میں بے حد مفید ہے ہزارہا مریضوں کا تجربہ شدہ ہے یہ ٹی بی کے جراثیم ختم کر کے جسم کو تحلیل ہونے سے روکتا ہے اس وجہ سے اسکے استعمال سے وزن بڑھنے لگتا ہے کمزور جن کو ٹی بی کا اندیشہ ہو اسکو استعمال کرتے ہیں تو تندرست اور توانا ہو جاتے ہیں ۔ زہریلے اجزاء سے پاک کوئی پرہیز نہیں ۔

۲۱ یوم کا کورس دس روپے ۔

ملنے کا پتہ :۔

رحیمی یونانی کمپنی ۶۳ لٹن روڈ مزنگ لاہور ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۷